باسمہ الکریم

از: دارالافتاء

حضرت اقدس مفتی محمد صاحب اطال اللہ بقاءکم بالصحۃ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے میزاج گرامی بخیر وبعافیت ہوگا

برائے کرم مسئلہ ذیل میں اپنی رائے گرامی سے مستفید فرمائیں

اگر امام صاحب نے نماز کی قراءت میں فحش غلطی کی اور فوراً اس کا اعادہ کر لیا تو کیا اعادہ سے وہ نماز صحیح ہو جائیگی یا نہیں؟

نیز مسئلہ میں علماء کرام کا اختلاف ہے: حضرت مفتی محمود الحسن صاحب رح فرماتے ہیں کہ اگر فرض نماز میں غلطی فاحش کا ارتکاب ہوا ہے تو نماز فاسد ہو جائیگی اور اصلاح کر لینے پر بھی درست نہیں ہوگی، ایسی نماز کو دوبارہ پڑھا جائے۔ اور اگر غلطی فاحش کا ارتکاب تراویح (نفل نماز) میں ہوا ہے تو اصلاح کر لینے سے نماز درست ہو جائیگی۔

دیگر حضرات جیسے کے حضرت مفتی فرید صاحب، حضرت مفتی عبدالرحیم صاحب، مفتی رشید احمد صاحب، حضرت عبدالحق صاحب اور حضرت تھانوی رحمہم اللہ فحش غلطی کی اور فوراً اصلاح کر لینے سے فرض وتراویح دونو کے درست ہو جانے کے قائل ہے۔

ان تمام کے پاس اپنے اپنے دلائل موجود ہے۔

لکین مفتیٰ بہ قول کس کو قرار دیا جائے اس پر ہمیں خلجان ہے برائے کرم حضرت سے درخواست ہے کہ اس مسئلہ کا حل فرما کر ممنون فرمائیں۔

سائل

دارالافتاء

قراءت میں فحش غلطی کرنے والا دوبارہ صحیح پڑھے تو نماز درست ہے:

مسئلہ: جو شخص قراءت نماز میں غلط فاحش کرے اور دوبارہ صحیح پڑھے تو اس کی نماز صحیح ہو جاتی ہے۔(هندية ا : ۸۲)﴿۳﴾۔

﴿۳﴾وفی الهندية: ذكر في الفوائد لو قرأ في الصلاة بخطاء فاحش ثم رجع وقرأ صحيحا قال عندي صلاته جائزة وكذلك الاعراب الخ.

(فتاویٰ عالمگیرية ا :۸۲ قبيل الباب الخامس فی الامامة)

فتاوی فریدیہ ج۳ ص ۵۸۳

غلط پڑھنے کے بعد صحیح کرے تو کیا حکم ہے:

(سوال ۶۹) اگر نماز میں تین آیتیں پڑھنے کے بعد فحش غلطی کی لیکن پھر اس کو صحیح کر لیا تو نماز صحیح ہوئی یا نہیں؟ بینو توجروا۔

(الجواب) قراءت میں ایسی غلطی ہوئی جس سے فساد صلوٰۃ لازم آتا ہے لیکن پھر اس کی تصحیح کر لی تو نماز صحیح ہوگئی۔ اگر غلطی کی اصلاح نہیں کی تو نماز نہیں ہوئی اعادہ ضروری ہے۔ ذکر فی الفوائد قرء فی الصلاۃ بخطاء فاحش ثم رجع وقرء صحیحا قال عندی صلاته جائزة وکذلک الاعراب ، فتاویٰ ج. ۱ ص ۸۲ الفصل الخامس فی زلة القاری. فقط واللہ اعلم بالصواب

فتاوی رحیمیہ جلد پنجم ۹۱

www.ahlehaq.org

غلط پڑھ کر فوراً تصحیح کر لینے سے نماز کا حکم:

سوال: ایک شخص نے نماز میں غلط قراءت کی پھر اسی وقت تصحیح کر لی تو نماز ہوئی یا نہیں؟

الجواب: نماز میں غلط پڑھ کر تصحیح کر لینے سے نماز ہو جاتی ہے۔

ملاحظہ ہو طحطاوی میں ہے:

وفي المضمرات: قرأ في الصلاة بخطأ فاحش ثم أعاد وقرأ صحيحًا فصلاته جائزة.

(حاشية الطحطاوی على الدر المختار: ۱/ ۲۶۷، باب ما يفسد الصلاة)

فتاویٰ ہندیہ میں ہے:

ذكر في الفوائد: لو قرأ في الصلاة بخطأ فاحش ثم رجع وقرأ صحيحًا قال: عندي صلاته جائزة. (الفتاوى الهندية: ۱/ ۸۲، في زلة القاری)

نیز ملاحظہ ہو: (امداد الفتاویٰ: ۱/ ۱۶۸، باب القراءۃ، دار العلوم کراچی۔ وامداد المفتین: جلد دوم ص ۳۵۷۔ وفتاویٰ حقانیہ: ۳/ ۱۷۷، باب القراءۃ۔ وفتاویٰ رحیمیہ: ۴/ ۳۰۹، باب صفۃ القراءۃ، مکتبہ رحیمیہ)۔ واللہ اعلم۔

فتاویٰ دار العلوم زکریا (جلد دوم) ۲۰۰

www.ahlehaq.org

سوال: کوئی شخص نماز میں قرأت کے دوران الفاظ یا اعراب کی غلطی کر جائے اور بعد میں علم ہونے پر فوراً اس کا ازالہ کر دے اور دوبارہ درست قرأت پڑھے، تو اس سے نماز میں کوئی فرق تو نہیں آئے گا؟

الجواب: نماز میں قرأت کی غلطی ہو جانے کے بعد اس کا تدارک کرنے سے نماز پر کوئی اثر نہیں پڑتا، نماز درست اور صحیح ہوگی۔

”ذکر فی الفوائد لو قرأ فی الصلوة بخطا فاحش ثم رجع وقرء صحیحا قال عندی صلاته جائزة وکذالک الاعراب“. [الفتاویٰ الهندية: ۱/ ۸۲، الباب الرابع فی صفة الصلوة، فصل فی زلة القاری]“. (فتاویٰ حقانيه ، باب القرأة : ۳/ ۱۷۷ ، المطبع العربيه، لاهور)

(وكذا فی احسن الفتاویٰ، مسائل زلة القاری: ۳/ ۴۴۵، سعيد)

(وكذا فی امداد الفتاویٰ، باب شروط الصلوة وصفتها: ۱/ ۱۶۸ ، مكتبه دارالعلوم كراچی)

(وكذا فی الفتاویٰ دارالعلوم ديوبند، مسائل زلة القاری: ۴/ ۸۱، دارالاشاعت)

حاشیہ فتاوی محمودیہ جلد ہفتم ص ۱۱۸

قراءت میں غلطی کے بعد اس کو صحیح پڑھنے سے نماز کا حکم

سوال[۳۲۲۶]: نماز میں کس طرح کی غلطی سے نماز فاسد ہو جاتی ہے؟ اگر معنی بدل گئے پھر صحیح کر کے اعادہ کرلیا تو اس طرح سے نماز صحیح ہوگئی؟ کبھی وسطِ جملہ میں سانس ٹوٹ جاتا ہے اس سے کچھ حرج ہے یا نہیں؟ اور تشہد وغیرہ اور قراءت میں کچھ فرق ہے یا ایک حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

جو غلطی منافیٔ صلوۃ ہے اس سے نماز فاسد ہو جاتی ہے، اگر معنی بگڑنے سے نماز فاسد ہوگئی تھی تو اس لفظ کا صحیح طور پر اعادہ کرنے سے نماز صحیح نہیں ہوئی بلکہ نماز کا اعادہ ضروری ہوگا ( )، البتہ عالمگیری کی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز صحیح ہو جائے گی ( )، ہمارے اکابر اس کو نفل وتراویح وغیرہ پر حمل کرتے ہیں۔ وسطِ کلمہ پر سانس توڑنے سے خواہ تشہد وغیرہ میں معنی صحیح رہیں یا بگڑیں، سب کا ایک حکم ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور۔

الجواب صحیح: سعید احمد۔

فرض نماز میں اگر غلطی فاحش کی تو اصلاح سے بھی نماز نہ ہوگی

سوال[۳۲۲۷]: ایک امام صاحب نے فجر کی نماز میں درمیانِ قراءت پارہ نمبر:۲۴ ﴿أو تقول حين ترى العذاب لو أن لي كرةً فأكون من المحسنين﴾ اس آیت میں (فأكون من المحسنين) پڑھا اور پھر خود ہی (فأكون من المحسنين) پڑھ لیا، اسی رکعت میں آگے چل کر ﴿بل الله فاعبد وكن من الشاكرين﴾ اس آیت میں "وكن من الخاسرين" پڑھ دیا۔ مقتدی نے لقمہ دیا اور اس کو امام نے ﴿وكن من الشاكرين﴾ پڑھ کر اصلاح کرلی۔ آیا ان اغلاط کی تصحیح کرنے پر نماز ہوگئی یا نہیں؟ نماز کے اندر غلطی فاحش سے مراد کون سی غلطی ہے جس سے نماز فاسد ہو جاتی ہے؟

ایک صاحب فرماتے ہیں کہ اگر قراءت کے اندر غلطی فاحش ہوگئی خواہ اس کی اصلاح بھی کرلی گئی ہو، از خود یا بتلانے سے، تو نماز فاسد ہوگئی اور حضرت مولانا تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ کا حوالہ دیتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ تراویح کے اندر اگر قراءت میں غلطی فاحش ہوگئی تو تصحیح ہو جانے پر گنجائش ہے، لیکن فرض نماز میں اگر اصلاح بھی کرلی ہو تو گنجائش نہیں (۱) اور درمختار کی اس عبارت کا حوالہ دیتے ہیں: "كما لو بدل كلمةً بكلمة وغير المعنى، إلى آخره". درمختار: ۱/۳۳۳(۲)۔

براہِ کرم اس عبارت کا مطالعہ فرما کر مدلل بحوالۂ کتاب جواب ارسال فرماویں۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

غلطی فاحش وہ ہے جس سے معنی بگڑ جائیں، مقصودِ قرآن کے خلاف ہو جائیں جیسا کہ صورتِ مسئولہ میں ہے، ایسی غلطی سے فرض نماز فاسد ہو جاتی ہے اور اصلاح کر لینے پر بھی درست نہیں ہوگی، كذا في منظومة ابن وهبان: "وإن لحن القاري وأصلح بعده إذا غير المعنى، الفسادُ مقررٌ"(۳)۔ ایسی نماز کو دوبارہ پڑھا جائے۔ تراویح میں ختمِ قرآن کریم مقصود ہوتا ہے، اس میں ایسی غلطی کا ہو جانا نادر نہیں اس لئے وہاں توسّع ہے، یہی محمل ہے فتاویٰ درمختار کی عبارت کا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دار العلوم دیوبند، ۹۱/۵/۱۱ھ۔

(۱) تلاش بسیار کے بعد حضرت تھانویؒ کی طرف جو حوالہ منسوب کیا گیا ہے کہ "تراویح کے اندر قراءۃ میں غلطی فاحش ہوگئی تو تصحیح ہو جانے پر گنجائش ہے، لیکن فرض نماز میں اگر اصلاح بھی کرلی تو گنجائش نہیں"، نہیں ملا، البتہ امداد الفتاویٰ میں "صحت صلاۃ بعد تدارک زلۃ القاری" کے عنوان کے تحت تصحیح کرنے پر نماز صحیح ہو جائے گی، مذکور ہے دیکھئے: (امداد الفتاویٰ: ۱/۱۶۸، مکتبہ دار العلوم کراچی)

(۲) (الدر المختار، باب مايفسد الصلوة ومايكره فيها: ۱/۶۳۳، سعيد)

(۳) (مقدمة نور الإيضاح رسالة منظومة للشيخ العلامة الهمام ابن وهبان، فصل من كتاب الصلاة، ص:۱۳، سعيد) (وأيضاً راجع، ص: ۱۱۸، رقم الحاشية: ۱)

الجواب باسم ملہم الصواب

"فتاوی محمودیہ" میں نماز کے دوران قراءت میں خطا فاحش کی وجہ سے نماز کے فاسد ہونے پر استدلال منظومۃ ابن وہبان کی عبارت سے کیا گیا ہے جس کے مصنف کا نام عبد الوهاب بن احمد بن وهبان الحارثی المزی ہے، جن کے بارے میں علامہ ابن حجر رحمہ اللہ نے "الدرر الکامنہ" میں لکھاہے کہ انہیں تمام علوم میں مہارت حاصل تھی، خاص کر فقہ، قراءت اور ادب میں ممتاز تھے، یہی وجہ تھی کہ انہیں حماۃ کا قاضی مقرر کر دیا گیا، ان کی وفات ۷۶۸ھ ہے۔

اور اس کے بالمقابل دیگر اردو فتاوی مثلا "فتاوی فریدیہ"، "فتاوی دارالعلوم زکریا" وغیرہ جن کا آپ نے حوالہ دیا ہے میں عدم فساد پر استدلال "فوائد" اور "مضمرات" کی عبارات سے کیا گیا ہے جن میں سے فوائد کے مصنف ظہیر الدین ابو بکر محمد بن احمد بن عمر البخاری ہیں، جو کہ حنفی فقیہ ہیں اور بخارا کے محتسب تھے ان کی وفات ۶۱۹ھ میں ہوئی ہے، جب کہ "مضمرات" کے مصنف یوسف بن عمر بن یوسف الکادوری البزاز ہیں، یہ بھی حنفی فقیہ ہیں، ان کی وفات ۸۳۲ھ ہے۔

چونکہ دونوں قول معتبر فقہاء سے منقول ہیں، اس لئے فساد کے قول کو احوط اور عدم فساد کے قول کو اوسع پر محمول کیا جائے گا، لہذا عام حالات میں احوط پر عمل کیا جائے، البتہ بوقت ضرورت اوسع پر بھی عمل کرنے کی گنجائش ہے، لہذا تراویح میں ختم قرآن کی صورت میں ضرورت کی وجہ سے اوسع پر عمل کیا جاسکتاہے، فرائض میں بھی احوط پر عمل کرنا ہی اولی ہے، اگرچہ اوسع پر بھی عمل کرنے کی گنجائش ہے۔

"هدية العارفين اسماء المؤلفين واثار المصنفين": (ج 2 / ص 209) :

"ابن وهبان - عبد الوهاب بن احمد بن وهبان الدمشقي امين الدين الفقيه الحنفي المتوفى سنة 768 ثمان وستين وسبعمائة . له من التصانيف احسن المقال على العشر الخصال . درة الشنوف في مخارج الحروف . دفع النزاع فيما في الحرير بالاجماع . رسالة

الشريعة لرد المقالة الشنيعة . شرح درر البحار للقونوى في الفروع . عقد القلائد في حل قيد الشرائد له . عمدة الخلف في اختيار في القرآت . غاية الاختصار في اصول قراءة ابى عمرو. الفرائد في الزوائد . **قيد الشرائد في نظم الفرائد منظومة في الفقه** . كشف الاستار فيما اختاره النزار في القراءة . كفاية في القافية لعله كافية . نظم درر الجلا في قراءة السبعة الملا من منظومات حرز الامانى للشاطبي . نهاية الاختصار في اوزان الاعشار" .

دار الافتاء جامعة الرشيد احسن آباد کراچی اسلامی جمہوریہ پاکستان

"ملاحق تراجم الفقهاء الموسوعة الفقهية ": (ج 12 / ص 5):

ابن وهبان (726 - 768 هـ)

هو عبد الوهاب بن أحمد بن وهبان ، أبو محمد الدمشقي الحنفي . فقيه مقرئ ، أديب . أخذ الفقه عن فخر الدين أحمد بن علي بن الفصيح والحسن السغناقي وعن محمد البخاري وشمس الأئمة الكروري وغيرهم . قال ابن حجر في الدرر الكامنة : تمهر وتميز في الفقه والعربية والقراءات والأدب، ودرس وأفتى وولى قضاة حماة .

من تصانيفه : " منظومة قيد الشرائد ونظم الفرائد " ، و " عقد القلائد في حل قيد الشرائد " في فروع الفقه الحنفي ، و" نهاية الاختصار في أوزان الأشعار" .

[الدرر الكامنة 423/4 ، وشذرات الذهب 212/6 ، والفوائد البهية 113 ، ومعجم المؤلفين 221/6 .

"الأعلام لخير الدين الزركلي ":(ج 5 / ص 320) :

ظهير الدين (000 - 619 هـ = 000 - 1222 م) محمد بن أحمد بن عمر البخاري، أبو بكر، ظهير الدين: فقيه حنفي، كان المحتسب في بخارى. من كتبه " الفتاوى الظهيرية - خ " (2).

"معجم المؤلفين ": (ج 8 / ص 303) :

"محمد البخاري (..- 619 هـ) (..- 1222 م) محمد بن احمد بن عمر البخاري (ظهير الدين، أبو بكر) فقيه، اصولي من القضاة. تولى الحسبة ببخارا.

من آثاره: الفتاوى الظهيرية، **فوائد على الجامع الصغير** للحسام الشهيد سماها الفوائد الظهيرية في الفقه".

"معجم المؤلفين ":(ج 13 / ص 320) :

"يوسف الصوفي (000 - 832 هـ) (000 - 1429 م) يوسف بن عمر بن يوسف الصوفي، الكادوري، البزار، المعروف عند الترك بنبيره ء عمر بزار (شمس الدين) فقيه.

من آثاره: جامع المضمرات والمشكلات في شرح مختصر القدوري في فروع الفقه الحنفي".

واللہ اعلم بالصواب
محمد طارق
دار الافتاء جامعۃ الرشید
۲۷ شوال ۱۴۳۵ھ

الجواب صحیح
سعید احمد حسن
دار الافتاء جامعۃ الرشید کراچی
۲۷-۱۰-۱۴۳۵ھ

صحیح
الجواب
[illegible]
دار الافتاء جامعۃ الرشید کراچی
۱۴۳۵/۱۰/۲۸

دار الافتاء
جامعۃ الرشید
احسن آباد کراچی اسلامی جمہوریہ پاکستان
رمضان ۱۳۸۳
فتویٰ نمبر: